



# دارالافتاء الفرقان

## فہرست

فہرست میں دیئے گئے عنوان پر کلک کرنے سے آپ مطلوبہ موضوع تک پہنچ سکتے ہیں

عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت اور اسکے اعمال

ذی الحجہ کے شروع کے دس دنوں میں بال اور ناخن نہ کاٹنا

عشرہ ذوالحجہ میں ذکر اللہ کی کثرت

عشرہ ذوالحجہ میں روزے رکھنا

یوم عرفہ کا روزہ رکھنا

تکبیر تشریق

تکبیر تشریق کے احکام

تکبیر تشریق کے الفاظ

تکبیر تشریق کتنی بار کہیں

تکبیر تشریق کب سے کب تک پڑھیں۔

تکبیر تشریق کن لوگوں پر واجب ہے

تکبیر تشریق بھول جانے کا حکم

عشرۃ ذوالحجہ میں شب بیداری

یوم النحر یا عید الاضحیٰ دار الافتاء الفرقان

عید کی نماز

عید کی نماز کا طریقہ

عید کی نماز میں تکبیریں یا رکعات فوت ہو جانے کے مسائل

قربانی

قربانی کے مسائل

قربانی کی فضیلت

قربانی کس پر واجب ہے

قربانی کا نصاب

قربانی میں صاحب نصاب بننے کیلئے کس وقت کا اعتبار ہے

کن جانوروں کی قربانی کی جاسکتی ہے

Al Furqan Institute of Quranic Studies

قربانی کے جانور کی عمریں

قربانی کا جانور کیسا ہونا چاہیے

قربانی کا وقت

اجتماعی اور مشترکہ قربانی

قربانی میں نیابت اور وکالت

داد الافتاء الفرقان

بیرون ممالک والوں کی طرف سے قربانی کرنے والوں کیلئے ضروری ہدایت

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم یا مرحومین کی طرف سے قربانی کرنا

جانور ذبح کرنے سے متعلق مسائل

ذبح کرتے وقت مندرجہ ذیل چیزوں کا خیال رکھیں:

ذبح کرنے کا مسنون طریقہ:

قربانی کے گوشت کے احکام

مشترکہ قربانی میں گوشت تقسیم کرنے کا طریقہ

قربانی کی کھال کے احکام

متفرق مسائل

Al Furqan Institute of Quranic Studies

# دار الافتاء الفرقان

## عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت اور اسکے اعمال

جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے سات دنوں میں جمعہ کو، اور سال کے بارہ مہینوں میں سے رمضان المبارک کو خاص فضیلت بخشی ہے اسی طرح ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کو بھی فضل و رحمت کا عشرہ قرار دیا ہے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ جس میں عمل صالح اللہ تعالیٰ کے یہاں ان (ذی الحجہ کے) دس دنوں کے عمل سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو"، صحابہ اکرمؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا جہاد بھی ان (ایام کے عمل) کے برابر نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: "(ہاں) جہاد بھی ان (دنوں میں کیئے ہوئے عمل) کے برابر نہیں، مگر وہ شخص جو جان و مال لے کر جہاد کیلئے نکلے پھر ان میں سے کوئی چیز بھی واپس نہ لائے" (نہ جان، نہ مال دونوں قربان کر دے، یعنی شہید ہو جائے)۔ (بخاری شریف)

اور قرآن مجید میں سورہ والفجر میں اللہ تعالیٰ نے دس راتوں کی قسم کھائی ہے، اس کے بارے میں مفسرین کی ایک بڑی جماعت نے یہ کہا ہے کہ اس سے مراد عشرہ ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتیں ہیں۔

ذیل میں عشرہ ذی الحجہ سے متعلق چند اہم احکام ذکر کیئے جاتے ہیں:

### (۱) ذی الحجہ کے شروع کے دس دنوں میں بال اور ناخن نہ کاٹنا

ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہی جو حکم سب سے پہلے ہماری طرف متوجہ ہوتا ہے وہ یہ کہ جن لوگوں پر قربانی واجب ہے یا ان کا نفلی قربانی کرنے کا ارادہ ہے، وہ لوگ چاند دیکھنے کے بعد سے لیکر اپنی قربانی کرنے تک بال اور ناخن نہ کاٹیں، ایسا کرنا مستحب ہے، چنانچہ اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہو جائے اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے"۔ (مسلم شریف) علماء نے لکھا ہے کہ اس حکم

کی حکمت یہ ہے کہ حاجی صاحبان ان دنوں میں اللہ کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ان کی طرف متوجہ ہوتی ہے، تو اللہ تعالیٰ کی اس رحمت کو ان لوگوں کی طرف متوجہ کرنے کیلئے جو کہ حج پر نہیں جاسکے یہ حکم دیا کہ تم بھی حاجیوں کی مشابہت اختیار کرلو، کہ جس طرح وہ بھی احرام کی پابندی کی وجہ سے اپنے بال اور ناخن نہیں کاٹ سکتے، تم بھی مت کاٹو۔

## (۲) ذکر اللہ کی کثرت

حضرت عبد اللہ بن عباسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرہ ذی الحجہ سے زیادہ عظمت والا کوئی دن نہیں اور نہ ان دنوں کے عمل سے اور کسی دن کا عمل زیادہ محبوب ہے۔ لہذا تم ان دنوں میں تسبیح و تہلیل اور تکبیر و تحمید کثرت سے کیا کرو۔ (طبرانی)

## (۳) روزے رکھنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرہ ذی الحجہ سے زیادہ پسندیدہ ہو۔ (کیونکہ) عشرہ ذی الحجہ میں سے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی ہر رات کی عبادت شب قدر کی عبادت کے برابر ہے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہیں چھوڑتے تھے، (۱) عاشوراء کا روزہ (۲) عشرہ ذی الحجہ کے روزے (۳) ہر مہینہ کے تین روزے (۴) فجر سے پہلے کی دو رکعتیں۔

**ف:** عشرہ ذی الحجہ سے مراد یکم تاریخ سے لیکر ۹ تاریخ تک کے روزہ ہیں، کیونکہ عید کے دن تو روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔

## (۴) یوم عرفہ کا روزہ رکھنا

نو ذی الحجہ عرفہ کا دن ہے، جس میں حجاج حج کا عظیم الشان رکن یعنی وقوف عرفہ ادا کرتے ہیں، اور جو لوگ حج پر نہیں گئے ہوئے ان کیلئے اس نویں تاریخ کے روزہ کو مقرر فرمادیا ہے، چنانچہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے بقر عید کی نویں تاریخ کے روزے کے بارے میں کہ: میں اللہ پاک سے پختہ امید رکھتا ہوں کہ وہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ فرمادیں گے۔ (مسلم شریف)

واضح رہے کہ یہاں صغیرہ گناہ مراد ہیں، کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے، اور حقوق العباد سے متعلق گناہوں میں متعلقہ لوگوں

سے بھی معافی مانگنی ضروری ہے۔

### (۵) تکبیر تشریق پڑھنا

پانچواں عمل ہے تکبیر تشریق پڑھنا، ذیل میں اس سے متعلق بعض ضروری احکام ذکر کیئے جاتے ہیں۔

## دار الافتاء الفرقان

### تکبیر تشریق کے الفاظ

تکبیر تشریق کے الفاظ یہ ہیں:

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ. لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ. اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ.

اس تکبیر کا متوسط بلند آواز سے کہنا ضروری ہے، بہت سے لوگ اس میں غفلت کرتے ہیں اور آہستہ آواز میں پڑھتے ہیں، اس کی اصلاح ضروری ہے۔ (جو اہر الفقه) البتہ عورتیں یہ تکبیر آہستہ آواز سے کہیں۔

### تکبیر تشریق کتنی بار کہیں

تکبیر تشریق ہر فرض نماز کے بعد صرف ایک مرتبہ کہنے کا حکم ہے اور صحیح قول کے مطابق ایک سے زیادہ مرتبہ کہنا خلاف سنت ہے (شامی و فتاویٰ دارالعلوم مدلل)

### تکبیر تشریق کب سے کب تک پڑھیں۔

عرفہ کے دن یعنی نو (۹) ذی الحجہ کی فجر سے تیرہ (۱۳) ذی الحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد فوراً بلند آواز سے ایک مرتبہ تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے، گویا یہ کل تیس (۲۳) نمازیں ہوتی ہیں جن کے بعد تکبیر تشریق کہنا واجب ہے۔ اور یہ پانچ دن کہ جن میں یہ تکبیریں کہی جاتی ہیں انہیں "ایام تشریق" کہتے ہیں۔

**مسئلہ:** بقر عید کی نماز کے بعد تکبیر تشریق پڑھنی ہے۔

اگر کسی شخص کی ایام تشریق کی کوئی نماز فوت ہو جائے اور اسی سال کے ایام تشریق میں اس نماز کی قضاء کرے تو وہ بھی نماز کے بعد تکبیر کہے گا۔



## تکبیر تشریق کن لوگوں پر واجب ہے

جو مرد حضرات شہر میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں، اور وہ مقیم ہوں یعنی مسافر نہ ہوں تو ان پر تکبیر تشریق کہنا واجب ہے، یہاں چار چیزیں ذکر کی گئی ہیں (۱) مرد ہوں، (۲) جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں، (۳) وہ لوگ شہر میں ہوں، (۴) اور مقیم ہوں (مقیم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یا تو وہ لوگ اپنے اصلی وطن میں ہوں، یا سفر پر نکلے ہوئے ہیں لیکن انہوں نے کسی ایسی جگہ جہاں اقامت کی نیت معتبر ہوتی ہو، کم از کم پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لی ہو)، بہر حال جن لوگوں میں یہ چاروں کی باتیں ایک ساتھ پائی جائیں، تو ان پر تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے۔

اور جن لوگوں میں ان چاروں باتوں میں کوئی ایک شرط نہ پائی جائے یا ایک سے زائد شرائط نہ پائی جائیں مثلاً:

عورتیں گھروں میں تنہا نماز پڑھیں خواہ وہ شہر میں ہوں یا گاؤں میں، مقیم ہوں یا مسافر ہوں،

یا کوئی شخص ایام تشریق کی ساری فرض نمازیں یا بعض نمازیں بغیر جماعت کے تنہا ادا کرے، خواہ وہ شہر میں ہوں یا گاؤں میں، مقیم ہو یا مسافر ہو،

یا جو لوگ گاؤں میں رہتے ہوں وہ تنہا یا جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں، خواہ وہ اس گاؤں میں مقیم ہو یا مسافر ہوں،

یا کوئی مسافر اپنی الگ نماز پڑھے یا اپنے ہی جیسے کسی مسافر امام کی اقتداء میں نماز باجماعت ادا کرے، خواہ وہ اس وقت شہر میں ہوں یا گاؤں میں تو ان لوگوں پر تکبیر تشریق کے واجب ہونے اور نہ ہونے میں حضرات ائمہ کے درمیان اختلاف ہے، اس اختلاف کے پیش نظر احتیاط اسی میں ہے کہ یہ لوگ بھی ہر فرض نماز کے بعد تکبیرات تشریق پڑھ لیں۔

تاہم ان لوگوں میں سے اگر کوئی ایسے امام کے پیچھے نماز ادا کرے کہ جس پر تکبیر تشریق واجب ہے، مثلاً شہر یا قصبہ میں عورتیں کسی مقیم مرد امام کی اقتداء میں فرض نمازیں باجماعت ادا کریں اور امام نے ان کی اقتداء کی نیت بھی کر لی ہو، یا گاؤں والے کسی شہر یا قصبہ میں آکر مقیم امام کی اقتداء میں نماز باجماعت ادا کریں، یا مسافر کسی مقیم امام کی اقتداء میں شہر یا قصبہ میں نماز باجماعت ادا کرے، تو جو نمازیں وہ اس امام کی اقتداء میں ادا کریں گے، ان نمازوں کے بعد ان پر بھی امام کے تابع ہو کر تکبیر تشریق واجب ہو جائے گی۔

## تکبیر تشریق بھول جانے کا حکم

تکبیر تشریق ہر فرض نماز کے بعد فوراً کہنی چاہیئے، اگر کوئی شخص اس وقت کہنا بھول جائے تو یاد آنے پر کہنا واجب ہے، لیکن اگر نماز کے بعد مسجد سے باہر نکل جائے تو تکبیر ساقط ہو گئی، اگر مسجد سے باہر نہیں نکلا تو یاد آنے پر تکبیر کہہ لے، اور اگر مسجد سے باہر نہیں نکلا، لیکن بھولے سے یا جان بوجھ کر بات کر لی، یا جان بوجھ کر وضوء ٹوڑ دیا تو بھی تکبیر ساقط ہو گئی، اور اگر بھولے سے وضوء ٹوٹ جائے تو بہتر یہ ہے کہ اسی حالت میں فوراً تکبیر کہ لے وضوء کرنے نہ جائے اور اگر وضوء کر کے کہے تب بھی کہہ لینا جائز ہے، اور جب تکبیر ساقط ہو گئی تو

اس کی قضا نہیں، ہاں توبہ کرنے سے تکبیر تشریق چھوڑنے کا گناہ معاف ہو جائے گا لہذا توبہ کر لے اور آئندہ خیال رکھے۔ (مبسوط، احسن الفتاویٰ)

اگر کسی نماز کے بعد امام تکبیر تشریق کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں یہ انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تب وہ کہیں۔ (در مختار)

### (۵) شب بیداری

عشرہ ذی الحجہ کے اعمال میں سے پانچواں عمل یہ ہے کہ آٹھ ذی الحجہ کی رات، عرفہ کی رات، بقر عید کی رات کو عبادت کیلئے شب بیداری کا اہتمام کرے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دونوں عیدوں (یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی راتوں کو ثواب کا یقین رکھتے ہوئے زندہ رکھا تو اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے۔ (ابن ماجہ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے (ذکر و عبادت کے ذریعہ) پانچ راتیں زندہ رکھیں اس کیلئے جنت واجب ہو گئی۔ وہ پانچ راتیں یہ ہیں، آٹھ ذی الحجہ کی رات، عرفہ کی رات، بقر عید کی رات، عید الفطر کی رات اور پندرہویں شعبان کی رات۔ (الترغیب)

### (۶) یوم النحر یا عید الاضحیٰ

یہ دن بھی کئی اعتبار سے بہت اہم اور بے شمار فضیلت والا ہے، اس ایک دن میں روئے زمین پر بہت سی اہم عبادتیں انجام دی جاتی ہیں، تمام مسلمان عید کی نماز ادا کرتے ہیں، بہت سے مسلمان قربانی کرتے ہیں، مسلمان اللہ کی ضیافت کا لطف اٹھاتے ہیں، اور اپنی قربانی کا گوشت خود بھی کھاتے ہیں اور دوسروں کو بھی کھلاتے ہیں، قربانی کی کھالیں مستحقین کو دیتے ہیں، گویا اس دن صدقہ کا بھی خوب اہتمام ہوتا ہے، اس کے علاوہ حجاج بھی اہم عبادات انجام دیتے ہیں، وہ فجر کے بعد مزدلفہ کا وقوف کرتے ہیں، منیٰ میں رمی کرتے ہیں، قربانی کرتے ہیں، حلق کرواتے ہیں، طواف زیارت کرتے ہیں، گویا اس دن بڑی بڑی عبادات اجتماعی طور پر انجام دی جاتی ہیں۔ اور چونکہ یہ عید کا دن ہے اس لیے اس میں بھی وہ باتیں مستحب ہیں جو عید الفطر کے دن میں ہیں، وہ اعمال درج ذیل ہیں۔

(۱) عید کے روز جلدی جاگنا، اور صبح کی نماز اپنے محلہ کی مسجد میں پڑھنا۔

(۲) شریعت کے موافق اپنی تزئین کرنا۔

(۳) غسل کرنا، آپ ﷺ عید کے دن غسل فرمایا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ)



(۴) عید الفطر کے موقع پر بال اور ناخن کاٹنا سنت ہے، لیکن عید الاضحیٰ میں قربانی کے بعد کاٹنا مستحب ہے۔

(۵) مسواک کرنا۔ (یہ مسواک کرنا نماز عید کیلئے ہے، وضو میں مسواک کرنا اس کے علاوہ ہے)

(۶) جو بہتر کپڑے اپنے پاس موجود ہوں وہ پہننا۔

(۷) خوشبو لگانا۔

(۸) عید الاضحیٰ کے موقع پر مستحب یہ ہے کہ عید گاہ جانے سے پہلے کوئی چیز نہ کھائے، بلکہ اپنی قربانی کے گوشت سے کھانے کی ابتداء کرے، لیکن اگر کوئی ایسا نہ کرے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ لہذا آج کل لوگ اس کو ضروری سمجھتے ہیں، اور کتنی ہی دیر ہو جائے کچھ کھاتے پیتے نہیں ہیں، اور اس میں اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتے ہیں، اور بعض اوقات جلدی سے گوشت یا کلبجی تیار کرنے کیلئے اپنے گھر والوں کو تکلیف میں ڈالتے ہیں، اسکو روزہ کی طرح ضروری سمجھتے ہیں اور کلبجی یا گوشت سے ابتداء کرنے کو روزہ کھولنے سے تعبیر کرتے ہیں، یہ سب غلط ہے۔

(۹) عید گاہ میں سویرے پہنچنا۔

(۱۰) سواری کے بغیر پیدل عید گاہ جانا۔ (اگر عید گاہ زیادہ دور ہو یا کمزوری کے باعث عذر ہو تو سواری میں مضائقہ نہیں)

(۱۱) عید گاہ کی طرف اطمینان اور وقار سے جانا، اور نظروں کی حفاظت کرتے ہوئے اور نیچے دیکھتے ہوئے جانا۔

(۱۲) عید کی نماز مسجد کے بجائے عید گاہ یا کھلے میدان میں پڑھنا، آپ ﷺ بھی عیدین کی نماز مدینہ منورہ کی عید گاہ میں ادا فرماتے تھے۔ (بخاری)

(۱۳) عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ جاتے ہوئے راستہ میں **اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ** **اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ** باواز بلند کہتے ہوئے جانا۔

(۱۵) ایک راستہ سے عید گاہ میں جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب عید کا روز ہوتا تو آپ ﷺ راستوں میں فرق کرتے (یعنی عید گاہ ایک راستہ سے تشریف لے جاتے اور دوسرے راستہ سے واپس آتے)

## (۷) عید کی نماز

آٹھواں اور اہم عمل ہے عید کی نماز، ذیل میں عید کی نماز کا طریقہ اور اس سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کیئے جاتے ہیں:

## عید کی نماز کا طریقہ

عید کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ یہ نیت کریں کہ میں دو رکعت واجب نماز عید چھ زائد واجب تکبیروں کے ساتھ ادا کرتا ہوں، اور

مقتدی امام کی اقتداء کی بھی نیت کرے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں اور ثناء پڑھیں، اس کے بعد امام تین زائد تکبیریں کہیں گے، اس میں پہلی دو تکبیروں میں تو اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں، اور تیسری تکبیر میں اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور باندھ لیں، پھر امام تعوذ اور تسمیہ پڑھ کر قرائت کریں گے، اور عام طریقہ سے رکعت پوری کریں گے، پھر جب امام دوسری رکعت میں قرائت سے فارغ ہونگے تو اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں نہیں جائیں گے، بلکہ تین زائد تکبیریں کہیں گے، ان تینوں تکبیروں میں اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں، اس کے بعد امام چوتھی مرتبہ اللہ اکبر کہیں گے، اس تکبیر پر رکوع میں چلے جائیں، اور باقی نماز عام طریقہ سے پوری کی جائے گی۔

## عید کی نماز میں تکبیریں یا رکعات فوت ہو جانے کے مسائل

● اگر عید کی نماز میں ایسے وقت میں شامل ہوئے کہ امام صاحب زائد تکبیریں کہہ چکے تھے، تو تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دیں اور ہاتھ باندھ لیں، اس کے بعد تین زائد تکبیریں کہیں، اس طرح کہ پہلی دو میں تو اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں، اور تیسری تکبیر میں اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور باندھ لیں، اگر امام قرائت شروع کر چکے ہوں تو بھی اسی طرح کریں۔

● اور اگر ایسے وقت میں شامل ہوئے کہ امام پہلی رکعت کے رکوع میں جا چکے ہیں، تو اگر غالب گمان یہ ہو کہ اگر اوپر ذکر کردہ طریقہ کے مطابق تکبیریں کہنے بعد بھی امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائیں گے، تو اسی طریقہ سے تکبیریں کہہ کر رکوع میں شامل ہو جائیں، اور غالب گمان یہ ہو کہ تکبیریں کہنے کی صورت میں امام کے ساتھ رکوع میں شامل نہیں ہو سکیں گے، تو اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ لیں، پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں شامل ہو جائیں، اور رکوع میں تسبیح پڑھنے کے بجائے تین مرتبہ اللہ اکبر کہیں، اور اس میں کانوں تک ہاتھ نہیں اٹھانے، اگر اس طرح کرنے میں رکوع میں تین تکبیریں کہنے کا موقعہ نہیں ملا، بلکہ امام تین تکبیریں کہنے سے پہلے ہی کھڑے ہو گئے تو اس صورت میں امام کے ساتھ ہی کھڑے ہو جائیں، جو تکبیریں رہ گئیں وہ معاف ہیں۔

● اور اگر امام کے پہلی رکعت کے رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد نماز میں شامل ہوئے، تو اس صورت میں تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز میں شامل ہو جائیں، اور زائد تکبیریں نہ کہیں، بلکہ امام کے ساتھ اپنی نماز پوری کریں، اور جب امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی رہ جانے والی ایک رکعت پوری کرنے کیلئے کھڑے ہوں تو پہلے تلاوت کریں اور اس کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے تین زائد تکبیریں کہیں، اور تینوں میں اللہ اکبر کہہ کر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں، اور پھر چوتھی مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں اور باقی رکعت عام طریقہ سے پوری کریں۔

● اور اگر امام کے دوسری رکعت کے رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد نماز میں شامل ہوئے، تو اس صورت میں امام کے ساتھ نماز پوری کریں، اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہو جائیں، اور اپنی فوت شدہ دو رکعتیں ادا کریں، اور اس میں پہلی اور دوسری رکعت میں

زائد تکبیریں اسی موقعہ پر ادا کریں جس طرح امام کرتا ہے۔

● اگر عید کی نماز میں ایسے وقت میں شامل ہوئے کہ امام تشهد پڑھ چکے ہیں لیکن ابھی تک سلام نہیں پھیرا، تو نماز میں شامل ہو جائیں، اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی فوت شدہ دو رکعتیں پوری کریں، اور اس میں اپنے مقام پر زائد تکبیریں کہیں۔

## (۸) قربانی

# دارالافتاء الفرقان

## قربانی کی فضیلت

قربانی ایک اہم عبادت ہے اور شعائر اسلام میں سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد دس سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا، اور ہر سال برابر قربانی کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: ذی الحجہ کی دسویں تاریخ یعنی عید الاضحیٰ کے دن فرزند آدم کا کوئی عمل اللہ کو قربانی سے زیادہ محبوب نہیں، اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں اور بالوں اور کھروں کے ساتھ (زندہ ہو کر) آئے گا، اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے، اللہ تعالیٰ کی رضا اور مقبولیت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے، پس اے خدا کے بندو! دل کی پوری خوشی سے قربانی کرو (ترمذی)

## قربانی کس پر واجب ہے

قربانی ہر اس مسلمان پر واجب ہے جو عاقل ہو، بالغ ہو اور مقیم ہو اور صاحب نصاب ہو، لہذا جو شخص پاگل ہو اس پر قربانی واجب نہیں، اسی طرح نابالغ اور مسافر پر یا جو شخص صاحب نصاب نہ ہو اس پر بھی قربانی واجب نہیں۔

**مسئلہ:** قربانی کے دنوں میں جانور ذبح کرنے سے پہلے اگر کسی شخص کا انتقال ہو جاتا ہے کہ جس پر قربانی واجب تھی، تو قربانی معاف ہے، اس کے ورثاء پر اس کی طرف سے قربانی کرنا واجب نہیں۔

**مسئلہ:** کسی پر قربانی واجب نہیں تھی لیکن اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا تو اب اس جانور کی قربانی واجب ہوگی۔

**مسئلہ:** اگر قربانی کے دن گزر گئے ناواقفیت یا غفلت یا کسی عذر سے قربانی نہ کر سکا تو قربانی کی قیمت فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے لیکن قربانی کے تین دنوں میں جانور کی قیمت صدقہ کر دینے سے یہ واجب ادا نہ ہوگا ہمیشہ گناہگار رہیگا کیونکہ قربانی ایک مستقل

عبادت ہے، جیسے نماز پڑھنے سے روزہ اور روزہ رکھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی، زکوٰۃ ادا کرنے سے حج ادا نہیں ہوتا ایسے ہی صدقہ و خیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور تعامل اور پھر اتفاقی صحابہ اس پر شاہد ہیں۔

## قربانی کا نصاب

قربانی کے نصاب میں صدقۃ الفطر کے نصاب کی طرح پانچ چیزوں کا اعتبار ہے: (۱) نقد رقم: خواہ اپنی کرنسی کی شکل میں ہو یا بیرونی کرنسی کی شکل میں ہو یا بانڈز وغیرہ کی شکل میں ہو۔ (۲) سونا، (۳) چاندی: کسی بھی شکل میں ہو خواہ زیورات کی شکل میں ہو ڈلی کی شکل میں، خواہ استعمال میں ہوں یا نہ ہوں۔ (۴) مال تجارت (۵) ضرورت سے زائد سامان، یا فاضل سامان۔ شریعت کی نظر میں ضرورت سے زائد سامان وہ ہوتا ہے جو انسان کے استعمال میں نہ آ رہا ہو، جیسے ضرورت سے زائد کپڑے، آرائشی اور نمائشی اشیاء اور برتن، غیر رہائشی مکان جو خالی پڑا ہوا ہے اور خالی پلاٹ، ٹی وی، وی سی آر، استعمال کیا ہوا ضرورت سے زائد فرنیچر، وغیرہ، یہ سب ضرورت سے زائد سامان میں شامل ہے۔

اب اس نصاب کا مالک ہونے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: ایک تو یہ کسی کی ملکیت میں ان پانچ چیزوں میں سے صرف اور صرف سونا ہے، اس کے علاوہ اس کے پاس نہ چاندی ہے، اور نہ کسی قسم کا تجارتی سامان ہے، اور نہ نقد رقم ہے اور نہ ہی کسی قسم کا ضرورت سے زائد سامان ہے، تو اس صورت میں سونے کے وزن کا اعتبار ہے، اور حکم یہ ہے کہ اگر یہ سونا ساڑھے سات تولہ یا اس سے زائد ہے تو اس پر قربانی واجب ہے، اور اگر ساڑھے سات تولہ سے کم ہے تو قربانی واجب نہیں، لیکن یہ صورت بہت کم ہوتی ہے کیونکہ انسان کے پاس کچھ نہ کچھ نقد رقم موجود ہی ہوتی ہے۔

بہر حال یہی صرف ایک ایسی صورت ہے کہ جس میں ساڑھے سات تولہ سونے کے نصاب کا اعتبار ہے، اس کے علاوہ جتنی بھی صورتیں ہیں ان میں ساڑھے باون تولہ چاندی کے نصاب اور اس کی قیمت کا اعتبار ہے۔

لہذا اگر کسی کی ملکیت میں سونے کے علاوہ باقی چار چیزوں میں سے کوئی چیز مثلاً صرف چاندی ہو اور وہ ساڑھے باون تولہ یا اس سے زائد ہو، یا کسی کے پاس صرف نقد رقم ہو یا صرف سامان تجارت ہو، اور ان کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔

اسی طرح اگرچہ کسی کی ملکیت میں ان چاروں چیزوں میں سے تو کوئی چیز نہ ہو، لیکن ضرورت سے زائد اشیاء یا فاضل سامان ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر موجود ہوں، تو اس پر بھی قربانی واجب ہے، اس کا خاص دھیان رکھنا ضروری ہے، کیونکہ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی اس لئے کہ ان کے پاس سونا چاندی یا مال تجارت یا نقدی نصاب کے بقدر نہیں ہوتی، البتہ بہت سا فاضل سامان پڑا ہوتا ہے (جیسے استعمال کیا ہوا ضرورت سے زائد فرنیچر وغیرہ) اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے اوپر قربانی نہیں ہے حالانکہ اگر یہ فاضل سامان ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو قربانی واجب ہو جاتی ہے، گو کہ زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی۔

اسی طرح جس شخص کے پاس یہ پانچوں چیزیں تھوڑی تھوڑی موجود ہوں یا ان میں سے دو یا تین یا چار چیزیں موجود ہوں اور ان سب کی مجموعی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے بقدر ہو تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔

**نوٹ:** جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قربانی بھی اسی شخص پر فرض ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہے، تو یہ غلط ہے، کیونکہ زکوٰۃ واجب ہونے کیلئے چار چیزوں کا اعتبار ہے، جبکہ قربانی واجب ہونے کیلئے پانچ چیزوں کا اعتبار ہے۔

### قربانی میں صاحب نصاب بننے کیلئے کس وقت کا اعتبار ہے

قربانی میں صاحب نصاب بننے کیلئے دس ذی الحجہ کی صبح سے لیکر بارہ ذی الحجہ کے غروب آفتاب سے پہلے تک کا وقت معتبر ہے، اس وقت میں جو بھی، یا قربانی کا اہل ہو گیا یا اہل تو تھا لیکن صاحب نصاب بن گیا تو اس پر قربانی واجب ہو جائے گی، مثلاً ایک شخص مقیم تھا لیکن بارہ ذی الحجہ کی صبح کو وہ اپنے گھر پہنچ گیا اور وہ صاحب نصاب بھی ہے تو اس پر قربانی واجب ہوگی، اسی طرح بچہ دس ذی الحجہ کی صبح سے لیکر بارہ ذی الحجہ کے غروب آفتاب سے پہلے تک کسی وقت میں بالغ ہو گیا اور وہ صاحب نصاب بھی ہے تو اس پر بھی قربانی واجب ہوگی، یا کسی کے پاس بارہ کے غروب سے پہلے پہلے تک نصاب کے بقدر مال آگیا تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔ بہر حال قربانی واجب ہونے کے لئے زکوٰۃ کی طرح نصاب کا مالک ہونے کے بعد سال گزرنا ضروری نہیں ہے، اسی طرح قربانی کی تاریخ آنے سے پہلے چوبیس گھنٹے گزرنا بھی ضروری نہیں ہے، مثلاً اگر کسی کے پاس بقر عید کی نویں تاریخ کو عصر کے وقت ایسا مال آیا جس کے ہونے سے قربانی واجب ہوتی ہے اور دس تاریخ میں بھی اس کے پاس موجود رہا تو اس پر کل کو قربانی واجب ہو جائے گی۔

اور یہی حکم قربانی ساقط ہونے کا بھی ہے کہ اگر بارہ ذی الحجہ کے غروب سے پہلے پہلے کوئی شخص قربانی اہل نہیں رہا یا صاحب نصاب نہیں رہا تو اس پر سے قربانی ساقط ہو جائے گی۔

**نوٹ:** قربانی واجب ہونے کیلئے گھر کے ہر شخص کی ملکیت علیحدہ دیکھی جائے گی، اگر کسی گھر میں باپ، ماں اور بیٹے بیٹوں کی میں سے ہر ایک کی ملکیت میں اتنا مال ہو جس پر قربانی واجب ہوتی ہے تو ہر ایک پر علیحدہ علیحدہ قربانی واجب ہوگی۔

### کن جانوروں کی قربانی کی جاسکتی ہے

قربانی کے جانور شرعاً مقرر ہیں۔ گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی، بکرا، بکری، بھیڑ، بھیڑا، دبا، دنبی کی قربانی ہو سکتی ہے۔ ان کے علاوہ اور کسی جانور کی قربانی درست نہیں اگرچہ کتنا زیادہ قیمتی ہو اور کھانے میں جس قدر بھی مرغوب ہو، لہذا ہرن کی قربانی نہیں ہو سکتی، اسی طرح دوسرے حلال جنگلی جانور قربانی میں ذبح نہیں کئے جاسکتے۔

**مسئلہ:** مختلف الجبنس جانوروں کے ملاپ سے جو بچہ پیدا ہو تو وہ ماں کے تابع ہے، پس اگر ماں کی جنس قربانی کے جانوروں میں سے ہے تو اس کی قربانی درست ہے، جیسا کہ زہرن اور بکری کے ملاپ سے جو بچہ پیدا ہو گا اس کی قربانی درست ہے۔



## قربانی کے جانور کی عمریں

**مسئلہ:** گائے، بیل، بھینس، بھینسا کی عمر کم از کم دو سال اور اونٹ اوٹنی کی عمر کم از کم پانچ سال اور باقی جانوروں کی عمر کم از کم ایک سال ہونا ضروری ہے۔ ہاں اگر بھیڑ یا دنبہ سال بھر سے کم کا ہو لیکن موٹا تازہ اتنا ہو کہ سال بھر والے جانوروں میں چھوڑ دیا جائے تو فرق محسوس نہ ہو تو اسکی قربانی بھی ہو سکتی ہے بشرطیکہ چھ مہینے سے کم کا نہ ہو۔

**مسئلہ:** اگر جانور کا فروخت کرنے والا پوری عمر بتلاتا ہے اور ظاہری حالات سے اس کی تکذیب نہیں ہوتی تو اس پر اعتماد کرنا جائز ہے۔

## قربانی کا جانور کیسا ہونا چاہیے

چونکہ قربانی کا جانور بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا جاتا ہے اس لئے بہت عمدہ، موٹا تازہ، صحیح سالم، عیبوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ قربانی کے جانور کے آنکھ کان خوب اچھی طرح دیکھ لیں اور ایسے جانور کی قربانی نہ کریں جس کے کان کا پچھلا حصہ یا اگلا حصہ کٹا ہوا ہو اور نہ ایسے جانور کی قربانی کریں جس کا کان چیرا ہوا ہو، یا جس کے کان میں سوراخ ہو۔ (الترمذی)

**مسئلہ:** خصی جانور کی قربانی نہ صرف یہ کہ درست ہے بلکہ افضل ہے کیونکہ اس کا گوشت اچھا ہوتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایسے جانور کی قربانی کی ہے جیسا کہ مسند احمد کی درج ذیل حدیث میں ہے:

عن أبي هريرة، أن عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم "إذا ضحى اشترى كبشين عظيمين، سمينين

أقرنين، أملحين موجهين

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قربانی (کا ارادہ) فرمایا تو دو عمدہ فربہ سینگوں والے سیاہ و سفیدی مائل رنگ کے خصی دنبے خریدے۔

ذیل میں ان چند عیوب کا ذکر کیا جاتا ہے کہ جن کی وجہ سے قربانی جائز نہیں ہوتی:

☆ لنگڑے جانور کی قربانی یعنی وہ لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو، وہ جانور تین پاؤں پر چلتا ہے اور اس کا چوتھا پاؤں زمین پر رکھتا ہی نہیں یا چوتھا پاؤں رکھتا تو ہے مگر اس سے چل نہیں سکتا یعنی چلنے میں اس سے کچھ سہارا نہیں لیتا تو اس کی قربانی درست نہیں اگر چاروں پاؤں پر چلتا ہے لیکن پاؤں میں کچھ لنگ ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔ جس جانور کے کھر نہ ہوں لیکن اسکو چلنے میں کوئی دشواری نہ ہو تو اس کی قربانی بھی درست ہے۔

☆ جو جانور بالکل اندھا ہو یا بالکل کانا ہو یا ایک آنکھ کی تہائی سے زیادہ روشنی جاتی رہی ہو اس کی قربانی درست نہیں، لیکن جانور اگر صرف بھیدگا ہو تو اس کی قربانی درست ہے۔



☆ کسی جانور کے پیدائش ہی سے کان نہیں تو اس کی قربانی درست نہیں، اسی طرح جس جانور کا ایک کان تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو یا اس کے کام میں کوئی سوراخ یا چیرہ ہو اور وہ اتنا بڑا ہو کہ وہ تہائی کان سے زیادہ ہو تو اسکی بھی قربانی درست نہیں۔ اور اگر دونوں کان ہیں اور صحیح سالم ہیں لیکن ذرا چھوٹے چھوٹے ہیں تو اس کی قربانی ہو سکتی ہے۔ (عالمگیری)

☆ جس جانور کی دم کٹ گئی ہو یا اس کا ایک تہائی سے زیادہ حصہ کٹ گیا ہو اس کی بھی قربانی درست نہیں۔

☆ ایسا بیمار جانور جس کا مرض ظاہر ہو، یعنی ایسا دبلا، مریل جانور جس کی ہڈیوں میں گودانہ رہا ہو، یا جانور اتنا لاغر ہو کہ قربانی کی جگہ تک اپنے پیروں سے نہ جاسکے تو اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔

☆ جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں اور اگر کچھ دانت گر گئے ہیں یا گھس گئے ہیں، اور کچھ باقی ہیں، لیکن وہ گھاس کھا سکتا ہے تو اس کی قربانی درست ہے، اور اگر گھاس نہیں کھا سکتا تو درست نہیں۔ (رد المحتار، بدائع، احسن الفتاویٰ)

☆ جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں لیکن عمر اتنی ہو چکی ہے جتنی عمر قربانی کے جانور کی ہونی لازم ہے تو اس کی قربانی درست ہے اور اگر سینگ نکل آئے تھے اور ان میں سے ایک یا دونوں کچھ ٹوٹ گئے یا صرف سینگ کا خول اتر گیا ہو تو ان کی قربانی ہو سکتی ہے ہاں اگر بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے تو اس کی قربانی درست نہیں۔ (شامی، احسن الفتاویٰ)

☆ جس جانور کے جسم پر زخم ہو، جیسے بعض جانوروں کو علاج کے طور پر لوہے سے داغ دیا جاتا ہے، یا پیٹھ پر مارنے کی وجہ سے زخم بن گیا ہو، تو اگر زخم یا داغ سے صرف کھال متاثر ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔ اسی طرح اگر کسی عضو میں زخم ہو کر کیڑے پڑ جائیں، اور اس کی وجہ سے وہ اس قدر دبلا ہو جائے کہ اس کی ہڈی میں مغز نہ رہے تو اس کی قربانی جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔ (امداد الاحکام،)

☆ اگر جانور پاگل ہے اور اس کا پاگل پن اتنا زیادہ ہے کہ وہ اس کی وجہ سے کچھ کھتا پیتا نہیں تو اس کی قربانی جائز نہیں اور اس کا پاگل پن اس کے کھانے پینے میں رکاوٹ نہیں بنتا تو اس کی قربانی جائز ہے (در)

☆ اگر گائے، اونٹنی یا بھینس کا ایک تھن خراب ہو گیا ہو یا سرے سے موجود ہی نہ ہو تو اس کی قربانی درست ہے، البتہ کے اگر دو تھن خراب ہو گئے ہوں یا موجود نہ ہوں تو اس کی قربانی جائز نہیں، اور بکری کا ایک بھی تھن اگر خراب ہو یا موجود ہی نہ ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں (احسن الفتاویٰ)

**مسئلہ:** اگر مادہ جانور کی قربانی کی اور اس کے پیٹ میں بچہ نکل آیا تب بھی قربانی ہو گئی، اگر وہ بچہ زندہ ہے تو اس کو بھی ذبح کر دیں۔

**نوٹ:** اوپر ذکر کردہ مسائل سے معلوم ہوا کہ بعض عیب ایسے ہیں جن کے ہوتے ہوئے بھی قربانی درست ہو جاتی ہے، لیکن پھر بھی افضل یہ ہے کہ جانور ہر قسم کے ظاہری عیب سے پاک ہونا چاہیئے۔

**مسئلہ:** اگر جانور ظاہری طور پر عیب سے پاک تھا، لیکن قربانی کے بعد گوشت خراب نکلا یا کوئی اندرونی بیماری یا عیب کا پتہ چلا تو قربانی درست ہو گئی۔ (مرقاۃ، مبسوط)

**مسئلہ:** اگر قربانی کیلئے جانور کو گراتے وقت کوئی عیب پیدا ہو گیا تو اس میں کوئی حرج نہیں، اس کی قربانی درست ہے۔

**مسئلہ:** اگر قربانی کا جانور خرید لیا پھر اس میں کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے قربانی درست نہیں ہوتی تو اس کے بدلے دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے، ہاں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی واجب نہیں تھی تو اسی کی قربانی کر دیں۔ (عالمگیری)

## قربانی کا وقت

بقر عید کی دسویں تاریخ کی صبح صادق سے لے کر بارہویں تاریخ کے سورج غروب ہونے سے پہلے تک قربانی کرنے کا وقت ہے چاہے جس دن قربانی کریں، لیکن قربانی کا سب سے افضل دن بقر عید کا دن ہے، پھر گیارہویں تاریخ پھر بارہویں تاریخ۔ (عالمگیری)

**مسئلہ:** بقر عید کی نماز ہونے سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں، جب نماز عید پڑھ چکیں تب قربانی کریں، البتہ اگر کوئی دیہات میں یا گاؤں میں رہتا ہو جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی، وہاں فجر کی نماز کے بعد قربانی کر دینا درست ہے۔ (عالمگیری)

**مسئلہ:** دسویں تاریخ سے بارہویں تاریخ تک جب جی چاہے قربانی کریں، دن اور رات دونوں میں کر سکتے ہیں، کتابوں میں جو رات کو قربانی کرنے سے منع لکھا ہوا ہے وہ اس وجہ سے کہ اندھیرے میں کوئی رگ کٹنے سے نہ رہ جائے، لہذا اگر روشنی کا انتظام ہو تو رات کو بھی ذبح کر سکتے ہیں، جیسا کہ آجکل عام طور پر شہروں میں ہوتا ہے۔

**مسئلہ:** کسی پر قربانی واجب تھی لیکن قربانی کے تینوں دن گزر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی تو ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت خیرات کر دیں اور اگر بکرا خرید لیا تھا، لیکن قربانی نہیں کر سکا تو بعینہ وہی بکرا خیرات کر دے۔

## اجتماعی اور مشترکہ قربانی

چھوٹے جانور یعنی بکرا بکری وغیرہ میں ایک ہی شخص کی قربانی ہو سکتی ہے، اس میں شرکت نہیں ہو سکتی، لیکن گائے میں ایک وقت میں سات قربانیاں ہو سکتی ہیں، اور یہی حکم بیل، بھینس، بھینسے، اونٹ، اونٹنی کا بھی ہے، یعنی ان سب میں بھی سات آدمی تک شریک ہو سکتے ہیں۔

ایک گائے میں سات حصے ہو سکتے ہیں، اس کا کیا مطلب ہے یہ اچھی طرح سمجھنا ضروری ہے، بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ گائے اونٹ وغیرہ میں سات حصے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قربانی کیلئے جب بھی گائے یا اونٹ لیا جاتا ہے تو اس میں پہلے سے سات حصے موجود ہوتے ہیں، اور ان حصوں کو پٹیاں ڈال کر پورا کرنا ہوتا ہے، لیکن یہ اس مسئلہ کا مطلب نہیں!

اس مسئلہ کا مطلب یہ ہے کہ بکرا وغیرہ تو ایک ہی آدمی اپنی جانب سے قربان کر سکتا ہے، لیکن گائے اور اونٹ وغیرہ میں یہ صلاحیت ہے اگر ایک سے زیادہ آدمی اس کو اپنی طرف سے قربان کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں اور اس کی زیادہ سے زیادہ حد سات آدمیوں کی ہے، کہ سات آدمی اس گائے کو مشترکہ طور پر اپنی قربانی کیلئے ذبح کر سکتے ہیں، یا یوں کہہ لیں کہ ایک گائے میں بیک وقت زیادہ سے زیادہ سات قربانیاں کی جاسکتی ہیں، یہ مطلب نہیں کہ ایک گائے میں سات حصہ کرنا ضروری ہے، چنانچہ اگر ایک آدمی ایک گائے پوری کی

پوری اپنی طرف سے قربان کرے اور اس میں کسی اور کا حصہ نہ ڈالے اور نہ کسی مرحوم کی طرف سے اس میں حصہ ڈالے تو یہ پوری کی پوری گائے اس کی واجب قربانی کی ہو جائے گی، اس کیلئے اس میں سات حصے کرنا ضروری نہیں ہے، اور اس صورت میں ایک پوری گائے کی قربانی کرنے کا زیادہ ثواب بھی ملے گا، اسی طرح اگر چار آدمی ایک گائے میں برابر برابر کی شرکت کرتے ہیں اور ہر ایک کا حصہ ایک بٹہ چار (۱/۴) مقرر کرتے ہیں تو اس صورت میں بھی اس گائے میں چار حصے ہونگے اور ہر ایک کی طرف سے چوتھائی گائے کی قربانی ہو جائے گی، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چھ آدمی گائے، اونٹ وغیرہ میں اس طرح شریک ہوں کہ ہر ایک کا حصہ ایک بٹہ چھ (۱/۶) ہو مثلاً چھ حصے کر کے چھ آدمیوں نے ایک ایک حصہ لے لیا، یا پانچ آدمیوں نے پانچ حصے کر کے ایک ایک حصہ لے لیا تب بھی قربانی درست ہو جائے گی بشرطیکہ کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہ ہو، معلوم ہوا کہ یہ حد زیادہ سے زیادہ کی ہے، کم سے کم کی نہیں ہے۔

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کچھ حضرات ایسے ہوتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہوتی ہے، وہ قربانی کیلئے زیادہ جانور لے آتے ہیں مثلاً ایک گھر میں دو بھائی ہیں اور ان کی دو بیویاں ہیں، کوئی اور نہیں اب ان کے گھر میں واجب قربانیاں صرف چار ہیں لیکن اللہ نے ان کو وسعت دی ہے تو وہ چار گائیں قربانی کیلئے لے آتے ہیں، اب وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں کسی طرح ۲۸ حصے پورے کرنے ہیں، حالانکہ ایسا کرنا ضروری نہیں بلکہ وہ یہ بھی کر سکتے ہیں ہر ایک کی طرف سے ایک پوری گائے ہو، یا یہ بھی کر سکتے ہیں کہ دو کی طرف سے ایک گائے اور دو کی طرف سے دوسری گائے، اور تیسری گائے اپنے مرحوم والدین کی طرف سے، اور چوتھی گائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کر دیں۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی شریک کا حصہ ساتویں حصے سے بھی کم ہو جاتا ہے، خواہ کسی بھی طریقہ سے ہو تو نہ اس کی قربانی درست ہوگی کہ جس کا حصہ ساتویں حصے سے کم ہے اور ان لوگوں کی درست ہوگی کہ جن کا حصہ ساتویں حصے سے زیادہ ہے۔

اسکی ایک صورت تو یہ ہو سکتی ہے کہ گائے میں لوگ ہی سات سے زیادہ شریک ہو گئے، مثلاً ایک گائے میں آٹھ حصے بنا لئے اور آٹھ قربانی والے اس میں ایک بٹہ آٹھ (۱/۸) حصے کے حساب سے شریک ہو گئے تو کسی کی بھی قربانی درست نہ ہوگی، اور ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے شریک تو سات یا اس سے کم ہیں، لیکن شرکت اس طرح کی کہ کسی ایک کا یا دو تین آدمیوں کا حصہ ایک بٹہ سات سے کم رہ گیا، مثلاً سات آدمیوں نے ملکر ۷۰ ہزار کی گائے خریدی اور چھ آدمیوں نے دس ہزار پانچ سو روپے ادا کیئے اور ساتویں نے سات ہزار روپے ادا کیئے، اور انہوں نے پیسوں کے حساب سے شرکت کی تو اس صورت میں ساتویں آدمی کا حصہ ایک بٹہ سات سے کم رہ گیا، اور باقیوں کا ساتویں سے زیادہ ہو گیا لہذا کسی کی بھی قربانی درست نہیں ہوگی۔

**مسئلہ:** گائے وغیرہ میں اگر ایک سے زیادہ حصے کیئے جائیں تو اس میں یہ ضروری ہے کہ جتنے شریک ہوں ہر ایک کی نیت قربانی کی ہو، گوشت کی نیت نہ ہو، کیونکہ اگر قربانی کے جانور میں کوئی ایسا شخص شریک ہو گیا جس کی نیت قربانی کی نہیں تھی تو ان سے کسی کی بھی قربانی درست نہیں ہوگی البتہ اگر کسی نے عقیقہ کے لئے ایک دو حصے لئے ہوں تو درست ہے کیونکہ عقیقہ میں بھی اللہ ہی کے لئے خون بہایا جاتا ہے۔

**مسئلہ:** یہ بھی درست ہے کہ ایک گائے میں ایک ہی آدمی مختلف قسم کے حصہ کر لے، مثلاً ایک حصہ اپنی طرف سے کر لیا، باقی چھ حصہ دوسرے مرحومین کی طرف سے کر لیئے، اور یہ بھی درست ہے کہ دوسرا کوئی اپنے کسی مرحوم کی طرف سے حصہ ڈال دے۔

**نوٹ:** مشترک قربانی کرنے میں بعض مسائل ایسے ہیں کہ جن میں قربانی میں نیابت کے مسائل کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے، آگے قربانی میں نیابت کے مسائل کا ذکر آ رہا ہے، لہذا ان مسائل کو بھی مشترک قربانی کی صورت میں ملحوظ رکھیں۔

## قربانی میں نیابت اور وکالت

قربانی میں نیابت بھی جائز ہے، یعنی جس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے، اگر اس کی اجازت یا اس کے کہنے سے کسی دوسرے شخص نے اس کی طرف سے قربانی کر دی تو یہ جائز ہے، مثلاً بیوی نے شوہر سے کہدیا، یا والدین نے بیٹے سے کہدیا کہ ہماری طرف سے قربانی کر دو، اسی طرح اگر کوئی آدمی موجود نہ ہو مثلاً ملک سے باہر ہو اور وہ خط لکھ کر یا فون پر کسی کو اپنے لیے قربانی کرنے کا وکیل بنا دے، تو وہ اس کی طرف سے قربانی کر سکتا ہے۔

اسی طرح اگر کسی کا اپنے کسی قرابت دار کی طرف سے قربانی کرنے کا معمول اور عادت ہو، اور اس نے اسے بتائے بغیر اس کی طرف سے قربانی کر دی، تو یہ قربانی بھی اس کی طرف سے درست ہو جائے گی، مثلاً کسی کا اپنی والدہ کی طرف سے یا بیوی یا اولاد کی طرف سے قربانی کرنے کا معمول ہے اور اس نے ان سے اجازت لیے بغیر ان کی طرف سے قربانی کر دی تو یہ درست ہے۔

اگر کوئی ایک شخص کسی دوسرے شخص کی یا اپنے کسی رشتہ دار کی واجب قربانی اس کی طرف سے اپنے پیسوں سے کرنا چاہتا ہے، مثلاً ایک بھائی اپنے دوسرے بھائی یا بہن یا بھتیجے کی قربانی اپنے پیسوں سے کر رہا ہے تو ایسی صورت میں ان کی طرف سے قربانی صحیح ہونے کیلئے ضروری ہے کہ جس کی طرف سے قربانی کی جا رہی ہے اس نے قربانی کرنے کیلئے کہا ہو یا اجازت دی ہو، یا قربانی کرنے والا اس جانور کا، یا اگر حصہ لیا ہے تو اس حصہ کا کسی بھی معتبر طریقہ سے اس دوسرے کو مالک بنا دے، لہذا اگر ایسا کیئے بغیر اس کی طرف سے قربانی کر دی اور اس کی طرف سے قربانی کرنے کا معمول بھی نہیں ہے تو نہ اس کی طرف سے یہ قربانی صحیح ہوگی، اور نہ دیگر حصہ داروں کی قربانی بھی صحیح ہوگی، (احسن الفتاویٰ، امداد المفتیین) لہذا ان سب صورتوں میں اگر قربانی کے دن باقی ہیں تو دوبارہ قربانی کرنی ہوگی اور اگر قربانی کے دن گزر گئے ہیں تو ایک درمیانی بکری کی قیمت صدقہ کرنا ضروری ہوگا۔

اور اگر کسی نے اس طرح کیا کہ دوسرے کی طرف سے پورا جانور خرید کر لے آیا مثلاً بکرالے آیا یا پوری گائے خرید لی اور خریدنے کے بعد اس کو بتا دیا کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کیلئے جانور لے آیا ہوں اور اس نے اجازت دیدی تو اس صورت میں صرف اجازت دینا کافی نہیں ہوگا، بلکہ اس کی طرف سے قربانی درست ہونے کیلئے ضروری ہوگا کہ اب وہ کسی بھی طریقہ سے اس جانور کا اس کو مالک بنائے، یا تو اس کو فروخت کر دے یا پھر اس کو گفٹ کر دے اور اس کا قبضہ بھی کروادے، تب یہ جانور اس کی طرف سے ہوگا۔ اور اگر کسی کی طرف سے گائے میں پتی کروادی اور پھر اس کو بتا دیا کہ میں نے آپ کی طرف سے پتی کروادی ہے، اور اس نے اجازت دیدی تو پھر اس



صورت میں قربانی درست ہو جائے گی۔

یہ سب مسائل واجب قربانی سے متعلق تھے، اگر کوئی کسی کی طرف سے نفل قربانی کرتا ہے جیسا کہ کسی کے والدین پر قربانی واجب نہیں لیکن وہ ان کی طرف سے نفلی قربانی کرتا ہے تو یہ بھی درست ہے اور اس میں ان کی طرف سے اجازت بھی ضروری نہیں ہے۔

## بیرون ممالک والوں کی طرف سے قربانی کرنے والوں کیلئے ضروری ہدایت

جو لوگ باہر ممالک میں رہتے ہیں یا جو لوگ حج پر جاتے ہیں اور اپنی قربانی یہاں پاکستان میں کرواتے ہیں، پاکستان میں رہنے والا شخص اپنی قربانی باہر ملک میں کرواتا ہے تو اس میں چند باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

(۱) جس جگہ قربانی کی جا رہی ہے وہاں قربانی کے دن ہوں۔

(۲) جس کی طرف سے قربانی کی جا رہی ہے اس کے ملک میں بھی قربانی کے ایام شروع ہو چکے ہوں، اگر ایسا ہوا کہ جہاں قربانی کی جا رہی ہے وہاں تو قربانی کے دن شروع ہو چکے تھے لیکن جس شخص کی طرف سے کی جا رہی ہے اس کے ملک میں ابھی قربانی کے دن شروع نہیں ہوئے تھے تو قربانی درست نہیں ہوگی۔ مثلاً کوئی پاکستان میں رہنے والا شخص سعودی عرب یا افغانستان میں قربانی کرواتا ہے، اور وہاں پاکستان سے ایک دن پہلے عید ہو گئی ہے، تو وہ شخص اپنی قربانی سعودی عرب یا افغانستان میں پہلے دن نہیں کروا سکتا۔ اسی طرح اگر پاکستان اور برطانیہ میں ایک ہی دن عید ہو لیکن ۵ گھنٹے کا فرق ہونے کی وجہ سے پاکستان میں عید یعنی یوم النحر پانچ گھنٹے پہلے شروع ہو جائے گا، تو اب اگر برطانیہ میں رہنے والا کوئی شخص پاکستان میں قربانی کروا رہا ہے، تو ضروری ہے کہ اس کی قربانی پہلے دن اس وقت کی جائے جب برطانیہ میں بھی صبح صادق ہو چکی ہو۔

(۳) احتیاط اسی میں ہے کہ جس کی طرف سے قربانی کی جا رہی ہے اس کے ملک میں قربانی کے دن باقی بھی ہوں۔ مثلاً کوئی سعودی عرب میں رہنے والا شخص پاکستان میں اپنی قربانی کروائے اور سعودی عرب میں عید ایک دن پہلے ہو تو اس صورت میں بھی احتیاط اسی میں ہے کہ ایسے دن قربانی کی جائے کہ سعودی عرب میں بھی قربانی کے دن باقی ہوں، یعنی ایسے شخص کی قربانی پاکستان میں دس یا گیارہ تاریخ کو کی جائے، بارہ کونہ کی جائے، کیونکہ اس دن سعودی عرب میں تیرہ تاریخ ہوگی جو کہ قربانی کا دن نہیں ہے۔ البتہ اگر کسی نے لاعلمی میں ایسا کر لیا کہ پاکستان میں بارہ تاریخ کو قربانی کروائی اور سعودیہ میں تیرہ تاریخ تھی تو اس کی قربانی تو ادا ہو جائے گی لیکن آئندہ احتیاط کریں۔

## حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم یا مرحومین کی طرف سے قربانی کرنا

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کرنا بھی درست ہے، خواہ پورا جانور آپ کی طرف سے قربان کریں یا ایک حصہ قربانی کا کر کے آپ کو اس کا ثواب پہنچادیں، دونوں طرح درست ہے۔

مرحوم کی طرف سے قربانی کرنے کی دو صورتیں ہیں، ایک تو یہ کہ اس نے قربانی کی وصیت کی تھی تو اس صورت میں ایک تہائی ترکہ سے جانور یا حصہ خرید کر اس کی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے، اور اس کا سارا گوشت بھی فقراء و مساکین کو صدقہ کرنا ضروری ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اس نے وصیت تو نہیں کی لیکن کوئی اپنے مرحوم کی طرف سے ویسے ہی قربانی کرنا چاہتا ہے، جیسا کہ آجکل لوگ اپنے والدین کی طرف سے یا کسی بزرگ کی طرف سے کرتے ہیں، تو وہ بھی درست ہے، اور اس قربانی کے گوشت کا حکم عام قربانی کے گوشت کی طرح ہو گا۔

اور اس میں یہ بھی درست ہے کہ ایک آدمی ایک پورا جانور اپنے مرحوم کی طرف سے قربان کرے، یا کسی بڑے جانور میں ایک حصہ اپنا رکھے اور ایک یا اس سے زائد حصے مرحومین کی طرف سے رکھے، اور یہ بھی درست ہے کہ کوئی دوسرا شخص اپنے کسی مرحوم کی طرف سے کوئی حصہ رکھے۔

اگر کسی نے مرحوم کی طرف سے قربانی کرنے کیلئے کسی بڑے جانور میں حصہ لیا ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ نیت تو اپنی طرف سے قربانی کی کرے اور ثواب مرحوم کو بخش دے۔ اسی طرح اگر کوئی گائے وغیرہ میں ایک حصہ اس نیت سے لیتا ہے کہ یہ بہت سارے لوگوں کی طرف سے ہو جائے، مثلاً تمام صحابہ اور بزرگوں کی طرف سے قربانی کرتا ہے تو اس کا بھی طریقہ یہ ہے کہ وہ نیت تو اپنی طرف سے قربانی کی کرے اور اس کا ثواب ان سب حضرات کو بخش دے۔

## جانور ذبح کرنے سے متعلق مسائل

ذبح سے جانور حلال ہونے کی تین شرطیں ہیں، ان کے بغیر ذبیحہ حلال نہیں ہوتا:

(۱) ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا اہل کتاب میں سے ہو (اہل کتاب کے ذبیحہ کے بارے میں تفصیل بوقت ضرورت مفتیانِ کرام سے معلوم کی جاسکتی ہے)۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ ذبح کرنے والا ذبح کرتے وقت زبان سے اللہ کا نام لیکر ذبح کرے۔

اور اس میں تین باتیں یاد رکھیں:

☆ بہتر یہ ہے کہ عربی میں "بسم اللہ اللہ اکبر" یا "بسم اللہ واللہ اکبر" کہے، صرف بسم اللہ کہنا یا اللہ پاک کا کوئی سا بھی نام لیا تو بھی تو بھی جانور حلال ہو جائے گا اور عربی زبان میں کہنا ضروری نہیں، کسی بھی زبان میں کہہ سکتے ہیں۔ (محمودیہ ۱/۲۴۱، ۲۳۹)

☆ ذبح کرنے والے کا خود بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے، اگر کسی اور نے مثلاً پاؤں پکڑنے والے نے بسم اللہ پڑھی تو یہ کافی نہیں (امداد الاحکام ۴/۲۱۳) جو شخص چھری پھیرنے والے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے یا چھری پھیرنے میں اس کی مدد کرے اس کا بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ اگر دو شخص ملکر اس طرح چھری پھیریں کہ کچھ گردن ایک نے کاٹی اور کچھ دوسرے نے تو بھی دونوں کا بسم اللہ پڑھنا ضروری



ہے (محمودیہ ۱/۲۳۷)

☆ بسم اللہ بالکل ذبح کے وقت پڑھنی چاہیے۔ اگر رگیں کٹنے سے پہلے جانور اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اسے دوبارہ گرایا تو بسم اللہ دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ (عالمگیری) اگر دو یا کئی جانور ایک ساتھ ذبح کرنے ہوں تو ہر جانور پر علیحدہ بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے مسئلہ: اگر بسم اللہ پڑھنی بھول گئے تو جانور حلال ہے، رگیں کٹنے سے پہلے یاد آگیا تو بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے، بعد میں یاد آیا تو ضروری نہیں (احسن الفتاویٰ: ۷/۴۰۳)

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ کسی تیز دھار آلہ سے گردن کی چار نالیوں میں سے کوئی سی تین نالیاں کاٹ دی جائیں۔

مسئلہ: ہر تیز دھار دار چیز سے ذبح کرنا صحیح ہے خواہ لوہے کی ہو یا کسی اور چیز کی البتہ مستحب یہ ہے کہ لوہے کے دھار دار آلہ سے ذبح کیا جائے جیسے چھری یا چاقو وغیرہ۔

اور چار نالیاں یہ ہیں: (۱) نرخرہ یعنی سانس لینے کی نالی (۲) وہ نالی جس سے کھانا پینا اندر جاتا ہے (۳، ۴) خون کی وہ دو (۲) رگیں جو نرخرہ کے دائیں بائیں ہوتی ہیں، ان چاروں رگوں کو کاٹنا چاہیے، اگر ان میں سے کوئی سی بھی تین رگیں کاٹ دیں تو بھی حلال ہے، لیکن اگر دو رگیں کٹیں تو حلال نہیں۔

مسئلہ: حلق یعنی جہاں سری ختم ہوتی ہے اور گردن شروع ہوتی ہے، اور لبہ یعنی جہاں گردن ختم ہوتی ہے اور سینہ شروع ہوتا ہے، ان دونوں کے درمیان پوری جگہ ذبح کا مقام ہے، اس جگہ میں جہاں سے بھی ذبح کیا جائے، اور چار رگوں میں سے کوئی سی تین رگیں کٹ جائیں، ذبح درست ہو جائے گا، خواہ عقدہ (گرہ) جانور کے سینہ کی طرف رہ جائے یا سر کی طرف دونوں طریقوں سے ذبح کرنا درست ہے، بس شرط یہ ہے کہ چار رگوں میں سے کوئی سی بھی تین رگیں کٹ جائیں۔ البتہ آسانی اسی میں ہے کہ گرہ حلق کی طرف رہے، اس میں رگیں آسانی سے کٹ جاتی ہیں۔

## ذبح کرتے وقت مندرجہ ذیل چیزوں کا خیال رکھیں:

جانور کو ذبح کرنے سے پہلے کچھ کھلا پلا دیں (رحیمہ ۱۰/۶۹)

قربانی کیلئے جانور کو آرام سے لیکر آئیں، بلا ضرورت ٹانگوں یا کانوں سے پکڑ کر گھسیٹ کر لے جانا مکروہ ہے۔ (در: ۵/۳۳۴)

جانور کو آرام سے زمین پر بائیں کروٹ پر قبلہ رخ لٹا کر ذبح کریں۔ (احسن الفتاویٰ / محمودیہ)

جانور کا قبلہ رخ اس وقت ہو گا جبکہ لٹانے کے بعد اس کے پیر قبلہ کی طرف ہوں۔

تیز دھار آلہ سے ذبح کریں، کند چھری سے ذبح کرنا مکروہ ہے۔

جانور کو لٹانے سے پہلے ہی چھری اچھی طرح تیز کر لیں، جانور کے سامنے یا اس کو لٹانے کے بعد تیز کرنا مکروہ ہے۔ (در: ۵/۳۳۴)

اپنے ہاتھ سے ذبح کریں، اگر ذبح کرنا نہیں آتا تو دوسرے سے کروا سکتے ہیں، مگر ذبح کے وقت خود بھی موجود ہونا افضل ہے۔

چھری پھیرتے وقت اپنا رخ قبلہ کی طرف رکھنا سنت ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۷/۴۰۶)  
لٹانے کے بعد ذبح کرنے میں بلا وجہ تاخیر نہ کریں ایسا کرنا مکروہ ہے (رحیمہ ۱۰/۶۹)  
ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کریں، بلا ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے (رحیمہ ۱۰/۶۹)  
اسی طرح ذبح کرنے اور اس کی تیاری میں ہر ایسے کام سے بچیں کہ جس میں جانور کو تکلیف ہوتی ہو۔

## ذبح کرنے کا مسنون طریقہ:

اوپر ذکر کردہ باتوں کا خیال رکھتے ہوئے جب جانور کو ذبح کرنے کیلئے قبلہ رخ لٹادیں تو یہ دعاء پڑھیں:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلدِّينِ فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَلَى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا  
وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ. إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ. اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ.....

لفظ "عن" کے بعد اپنا نام لیں یا جن کی طرف سے قربانی کر رہے ہیں اس کا نام لے، اور اگر کئی لوگوں کی طرف سے کر رہے ہیں تو ان سب کا نام لیں، اور ایسا کرنا ضروری نہیں، بلکہ اردو میں بھی نام لینا ضروری نہیں، بلکہ ذبح کرنے والا نیت میں ان سب کی جانب سے ذبح کا خیال رکھے تو یہ بھی کافی ہے (کفایت المفتی) اور پھر "بسم اللہ اللہ اکبر" کہہ کر ذبح کریں اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعاء پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَخَلِيْلِكَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا  
السَّلَامُ

جب تک جانور میں جان باقی ہے اسکی ٹانگ یا گردن سے پکڑ کر گھسیٹا نہ جائے، اس کے ٹھنڈا ہونے کا انتظار کیا جائے، اور جب تک جانور زندہ ہے اس کا کوئی عضو کاٹنا یا کھال اتارنا، سر الگ کرنا، پائے کاٹنا مکروہ ہے۔ اسی طرح ذبح کرنے کے بعد جانور کو ٹھنڈا کرنے کیلئے کوئی بھی ایسا طریقہ اختیار کرنا جس سے جانور کو اذیت ہو وہ منع ہے مثلاً گردن کی ہڈی توڑنا حرام مغز کاٹنا، سینہ کی کھال کھولنا، سینہ یا دل میں چھری مارنا (امداد الاحکام ۴/۲۴۷)، یہ سب کام مکروہ ہیں، ان سے جانور کو زائد تکلیف ہوتی ہے جو کہ ناجائز ہے، ان باتوں کا خود بھی خیال رکھیں اور قضائی کو بھی تاکید کر دیں۔

**مسئلہ:** اگر جانور اس طرح ذبح کیا تمام گردن جدا ہو گئی تو اس سے قربانی حرام نہیں ہوتی، البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے (محمودیہ)

**مسئلہ:** جس جانور کو ذبح کیا جا رہا ہو اس کا زندہ ہونا ضروری ہے، مردہ جانور ذبح کرنے سے حلال نہیں ہوگا۔

جو جانور زخمی ہو جائے یا گر جائے یا کسی بھی وجہ سے مرنے کے قریب ہو جائے، اور اسے ذبح کیا جائے تو اگر ذبح کے وقت وہ زندہ ہو اس

کے اندر جان باقی ہو تو وہ ذبح کرنے سے حلال ہو جائے گا، اگر اس جانور کے زندہ ہونے یا نہ ہونے میں شک ہو، تو اگر ذبح کرتے وقت اس سے خون نکلا یا اس کے جسم نے کوئی حرکت کی تو وہ حلال ہے (محمودیتہ ۱۷/۲۷۹)

البتہ جس جانور کا زندہ ہونا یقینی طور پر معلوم ہو تو وہ ذبح کرنے سے حلال ہو جائے گا، خواہ ذبح کے وقت خون نہ نکلے۔ حرکت کرنے سے ایسی حرکت مراد ہے جو زندہ ہونے کی علامت بن سکے، مثلاً: منہ بند کرنا، آنکھیں بند کرنا، ٹانگیں سمیٹنا (عالمگیریہ)

جس جانور کو ذبح کیا، اس کے پیٹ سے بچہ نکلا، تو اگر وہ بچہ مردہ ہو تو اس کا کھانا حرام ہے، اور اگر زندہ ہو تو وہ ذبح کرنے سے حلال ہو جائے گا (احسن الفتاویٰ ۷/۴۰۹)

## دارالافتاء الفرقان

### قربانی کے گوشت کے احکام

**مسئلہ:** قربانی کرنے والے کو اپنی قربانی کے گوشت کے متعلق اختیار ہے چاہے سارا گوشت اپنے گھر رکھ لے یا سارا گوشت خیرات کر دے یا سارا دوستوں اور عزیزوں میں تقسیم کر دے۔ افضل یہ ہے کہ سارے گوشت کے تین حصے کر لے۔ ایک حصہ خود رکھ لے اور ایک تہائی حصہ اپنے رشتہ داروں کو ہدیہ پہنچا دے اور ایک تہائی حصہ فقیروں اور محتاجوں کو دیدے، خیرات کرنے میں ایک تہائی سے کم نہ کریں تو بہت اچھا ہے۔ (در مختار)

**مسئلہ:** قربانی کا گوشت فروخت کرنا حرام ہے۔ اسی طرح قصائی کو ذبح کرنے کی اجرت میں گوشت دینا بھی جائز نہیں۔ اجرت علیحدہ سے دینی چاہیے۔ (احکام عید الاضحیٰ و قربانی)

**مسئلہ:** اگر کسی نے غلطی سے یا جان بوجھ کر قربانی کا گوشت فروخت کر دیا تو اتنے گوشت کی قیمت صدقہ کریں اور پھر صدقہ دل سے توبہ کریں اور آئندہ احتیاط کریں۔ (عالمگیری بتصرف)

**مسئلہ:** قربانی کا گوشت غیر مسلم جیسے عیسائی، یہودی، مجوسی اور ہندو وغیرہ کو دینا جائز ہے۔ (عالمگیری)

قربانی کے جانور کی چربی، چھپچڑے قصائی کو مزدوری میں دینا جائز نہیں، مزدوری اپنے پاس سے الگ سے دیں، ہاں بلا معاوضہ دینا درست ہے۔ (در مختار) (ماخوذ از مسائل قربانی، مؤلفہ: مفتی عبدالرؤف سکھروی)

### مشترکہ قربانی میں گوشت تقسیم کرنے کا طریقہ

**مسئلہ:** اگر ایک گائے یا بیل یا بھینس یا اونٹ میں سات آدمی مل کر شریک ہوئے اور قربانی کی تو اب اس کا گوشت باہم اندازے سے تقسیم نہ کریں، بلکہ خوب ٹھیک وزن کر کے بانٹیں، اگر کسی کے حصے میں گوشت کم ہو گیا تو سود ہو جائے گا اور سود لینے والا اور دینے والا چاہے رضا مندی سے یہ لین دین کریں سخت گنا گار ہوتے ہیں اور جس کے حصے میں گوشت زیادہ چلا گیا اس کو بھی کھانا جائز نہیں، حتیٰ کہ سارے شرکاء اگرچہ خوش دلی سے ہر ایک شریک کو اجازت دے دیں کہ جو شریک جتنا چاہے گوشت لیجائے تب بھی کسی شریک کو اس

طرح لینا جائز نہیں۔ البتہ اگر گوشت کی تقسیم میں سری، پائے، کلیجی، کلمے اور کھال کو بھی شامل کر لیا جائے اور مثلاً اس طرح تقسیم کیا جائے کہ چار حصوں میں ایک ایک پایا رکھ دیا جائے اور باقی تین حصوں میں سے ایک میں کھال ایک میں سری مع مغز اور ایک میں زبان اور کلمے رکھ دئے جائیں تو پھر وزن کر کے گوشت تقسیم کرنا ضروری نہیں اندازے سے گوشت کے سات حصے کر کے مذکورہ چیزوں میں رکھ دئے جائیں تو بغیر تولے بھی محض اندازے سے گوشت تقسیم کر لینا جائز ہے۔ (عالمگیری)

**مسئلہ:** اگر ایک جانور میں کئی شریک ہیں اور وہ سب آپس میں گوشت تقسیم نہیں کرتے بلکہ اجتماعی طور پر ہی فقراء اور احباب میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں یا پکا کر کھلانا چاہتے ہیں تو بھی تقسیم ضروری نہیں ہے، ہاں شرکاء آپس میں تقسیم کریں گے تو اس میں وزن کے لحاظ سے برابری ضروری ہے یا وہ صورت اختیار کی جائے جو اوپر کے مسئلہ میں ذکر ہوئی۔ (شامی بتصرف)

(ماخوذ از مسائل قربانی، مؤلفہ: مفتی عبدالرؤف سکھروی)

## قربانی کی کھال کے احکام

**مسئلہ:** قربانی کی کھال اپنے اور اہل و عیال کے استعمال میں لانا جائز ہے، مثلاً جائے نماز، کتابوں کی جلد، مشکیزہ، ڈول، دسترخوان، جراب اور جوتا وغیرہ کوئی بھی چیز بنا کر استعمال کی جاسکتی ہے، یہ بلا کراہت جائز ہے۔ (ہدایہ و درمختار) لیکن ان چیزوں کو کرایہ پر دینا جائز نہیں، اگر دے دیں تو جو کرایہ ملے اسکا صدقہ کرنا واجب ہے۔ (شامی و عالمگیری)

**مسئلہ:** یہ بھی جائز ہے کہ کھال یا اس سے بنائی ہوئی کوئی چیز کسی کو ہدیہ میں (بلا معاوضہ) دیدی جائے، خواہ وہ شخص کہ جس کو کھال دی ہے، سید ہو یا مالدار ہو یا اپنے ماں باپ، اور اہل و عیال ہوں، اجنبی ہوں یا رشتہ دار، کافر ہوں یا مسلمان بلا معاوضہ ہر ایک کو دینا جائز ہے۔ (ہدایہ عالمگیری، امداد الفتاویٰ)

**مسئلہ:** قربانی کی کھال فقراء و مساکین کو خیرات میں بھی دی جاسکتی ہے مگر یہ مستحب ہے واجب نہیں۔ (بحر و عالمگیری)

**مسئلہ:** قربانی کی کھال صدقہ کرنے کی نیت سے فروخت کرنے میں مضائقہ نہیں۔ (بحر، درمختار، عالمگیری)

**مسئلہ:** قربانی کی کھال یا اس سے بنائی ہوئی چیز کسی ایسی چیز کے بدلے میں فروخت کی جو باقی رہتے ہوئے استعمال میں آتی ہے یعنی اسے خرچ کئے بغیر اس سے فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے مثلاً کپڑے، برتن، میز، کرسی، کتاب، قلم وغیرہ تو ان اشیاء کا صدقہ واجب نہیں، بلکہ اس کو خود اپنے کام میں لانا دوسرے کو ہبہ میں (بلا معاوضہ) دے دینا اور خیرات کرنا سب جائز ہے۔ (ہدایہ، بدائع، درمختار، امداد الفتاویٰ)

**مسئلہ:** قربانی کی کھال یا اس سے بنائی ہوئی چیز کا پیسوں کے عوض بیچنا جائز نہیں، اور کسی ایسی چیز کے عوض میں دینا بھی جائز نہیں جو باقی رہتے ہوئے استعمال میں نہیں آتی، یعنی اسے خرچ کیے بغیر اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا، مثلاً کھانے پینے کی چیزیں، پٹرول، تیل رنگ و روغن وغیرہ، اگر قربانی کی کھال پیسوں یا ایسی چیزوں کے بدلہ میں فروخت کر دی تو اس کی قیمت ان لوگوں پر صدقہ کرنا ضروری ہے جو

کہ زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

**مسئلہ:** اس کھال کی قیمت مسجد یا مدرسے کی تعمیر میں یا مدرس، مؤذن و امام کی تنخواہوں میں دینا درست نہیں اگر ایسی غلطی کر لی ہے تو اسی قدر رقم مسکینوں کو دیدیں اور توبہ بھی کریں۔

قربانی کی کھال کی قیمت کو مسجد، مدرسہ، شفاء خانہ، کنویں، پل یا اور کسی رفاہی ادارے کی تعمیر میں خرچ کرنا جائز نہیں، اسی طرح کسی لاوارث کے کفن یا میت کی طرف سے قرض ادا کرنے میں بھی اسے خرچ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہاں کسی فقیر کو مالک بنانا اور اس کے قبضے میں دینا نہیں پایا گیا۔ (کنز، ہدایہ، بحر)

کسی ایسے مدرسے یا انجمن وغیرہ میں دینا بھی کہ جہاں وہ غریبوں کو مالکانہ طور پر نہ دیا جاتا ہو بلکہ ملازمین کی تنخواہیں یا تعمیر اور فرنیچر وغیرہ اور انتظامی مصارف میں خرچ کر دیا جاتا ہو جائز نہیں، البتہ اگر کسی ادارے میں غریب طلبہ یا دوسرے مسکینوں کو کھانا وغیرہ مفت دیا جاتا ہو وہاں یہ صدقہ دینا جائز ہے، لیکن یہ اس وقت ادا ہو گا جب وہ رقم بعینہ یا اس سے خریدی ہوئی اشیاء مثلاً کھانا، کتابیں، کپڑے، دوا وغیرہ ان غریبوں کو مالکانہ طور پر مفت دے دی جائیں۔ (امداد الفتاویٰ)

**مسئلہ:** جس نے قربانی کی کھال خریدی، وہ اس کا مالک ہو گیا اس میں ہر قسم کا تصرف کر سکتا ہے، خواہ اپنے پاس رکھے یا فروخت کر کے قیمت اپنے خرچ میں لائے۔ (امداد الفتاویٰ)

**مسئلہ:** قربانی کی گائے میں جو لوگ شریک ہوں وہ بھی کھال میں اپنے اپنے حصے کے برابر شریک ہوں گے، کسی ایک شریک کو یہ کھال باقی شرکاء کی اجازت کے بغیر اپنے پاس رکھ لینا یا کسی کو دے دینا جائز نہیں۔ (ماخوذ از مسائل قربانی، مؤلفہ: مفتی عبدالرؤف سکھروی)

## متفرق مسائل

☆ قربانی کے جانور کو چند دن پہلے سے پالنا افضل ہے۔

**مسئلہ:** قربانی کے جانور کا دودھ نکالنا یا اس کے بال کاٹنا جائز نہیں، اگر کسی نے ایسا کر لیا تو دودھ اور بال یا ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ (بدائع)

**مسئلہ:** قربانی کی کھال، گوشت، چربی، اون، آنتیں وغیرہ یعنی قربانی کے جانور کا کوئی جز کسی خدمت کے معاوضہ میں دینا جائز نہیں۔ اگر دے دیا تو اس کی قیمت کا صدقہ واجب ہے۔ (ہدایہ عالمگیری و امداد الفتاویٰ)

**مسئلہ:** قربانی کے جانور کی جھول، رسی اور ہار جو گلے میں پڑا ہوا ہو وہ بھی کسی کی خدمت کے معاوضے میں دینا جائز نہیں، ان چیزوں کو خیرات کر دینا مستحب ہے۔ (شامی، عالمگیری، ہدایہ، عزیز الفتاویٰ)

قربانی کی کوئی چیز قصائی وغیرہ کو بھی اسکی مزدوری میں دینا جائز نہیں، اسکی مزدوری الگ دینی چاہیے۔ (ہدایہ، درمختار) امام و مؤذن کو بھی حق الحذمت کے طور پر دینا جائز نہیں۔ حق الحذمت اور معاوضے کے بغیر ہر ایک کو دے سکتے ہیں۔



**مسئلہ:** بعض لوگ جانور کی کھال اس طرح اتارتے ہیں کہ اس میں چھری لگ کر سوراخ ہو جاتے ہیں یا کھال پر گوشت لگا رہ جاتا ہے جس سے کھال کو نقصان پہنچتا ہے، بعض لوگ کھال اتارنے کے بعد اس کی حفاظت نہیں کرتے، سڑ کر بے کار یا بہت کم قیمت رہ جاتی ہے۔ یہ سب امور اسراف اور تبذیر (فضول خرچی) میں داخل ہیں، جس کی ممانعت قرآن مجید میں آئی ہے۔ اس لئے کھال احتیاط سے اتار کر ضائع ہونے سے بچانا شرعاً ضروری ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

# الفرقان

Al Furqan Institute of Quranic Studies